## سوال

لووقوع جزاء وشرط کومستلزم ہے یانہیں؟

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس آیت میں ''لو'' شرطیہ ہے کیا لووقوع جزاء وشرط کو مستلزم ہے یانہیں اوریہ آیت قیاس اقترانی ہوسکتی ہے یانہیں۔ اگرہے توآپ بصورت قیاس اقترانی درمنطق اس آیت کوبیان فرمائیں؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس اعتراض کےتین جواب دیئے ہیں۔

ایک یہ کہ "لوکنت اعلم الغیب" کہنے کے وقت آپ کوبعض غیب کی باتوں کا علم تھا۔ مگرآپ نے بطورتواضع کے کلی طورپرعلم غیب کی نفی کردی۔

دوم یہ کہ "لوکنت اعلم الغیب" کہنے کے وقت اگرچہ آپ کوکسی غیب کی بات کا علم نہ تھا۔پھرخدانے آپ کوبعض باتوں کی خبردی۔ جیسے آیتہ فلایظہرسے ظاہرہے۔

سوم یہ کہ آپ کو لوکنت اعلم الغیب کہنااپنے طورپرنہیں بلکہ کفارکے سوال کے جواب میں ہے اس وقت آپ کوکسی بات کی اطلاع نہ تھی۔جب اس کے بعدخدانے آپ کوبذریعہ وحی بعض باتوں کی خبردی تویہ آپ کی نبوت کی دلیل بن گئی۔

پہلے اعتراض کے جواب سے دوباتیں حاصل ہوئیں۔ایک یہ کہ آپ کوخدائی اختیارات نہ تھے۔بلکہ جیسے اورانسانوں کی قدرت ہے اس طرح کی قدرت آپ کی تھی۔دوم یہ کہ آپ کوتمام باتوں کا علم نہ تھاورنہ اس قدرت کے ساتھ بہت سی بھلائی جمع کرلیتےاوربرائی سے بچ جاتے۔

دوسرے اعتراض کے تینوں جوابوں سے معلوم ہواکہ آپ کوبذریعہ وحی بعض پوشیدہ باتوں کا علم حاصل ہے خواہ لوکنت اعلم الغیب کہنے کے وقت ہواوربطورتواضع کے کلی طورپرنفی کردی ہو۔اورخواہ لوکنت اعلم الغیبکہنے کے بعدہواہو۔اوربعدہونے کی صورت میں خواہ کلام کفارکے سوال کاجواب ہویااپنے طورپر۔

خلاصہ یہ کہ دونوں اعتراضوں کے جوابوں سے توحید کاپورانقشہ سامنے آجاتاہے۔جس میں کسی کااختلاف نہیں۔وہ یہ کہ نہ آپ کوخدائی اختیارات حاصل ہیں۔نہ آپ کوعلم غیب ہے۔بجزاس کے کہ کوئی بات آپ کوخداتعالی بذریعہ وحی معلوم کرادے۔

غرض تفسیر جمل کی عبارت فریق مخالف کو مفید نہیں۔ بلکہ انہی پر حجت ہے مگروہ بے سمجھے بن سوچے پش کررہے ہیں۔ اور عموماً ان کی یہی حالت ہے۔ خدان کو سمجھ دے۔ آمین

## تفصیل اول :

عموماً مشہور ہے کہ شرط وجزاء کا وقوع ضرور نہیں۔ حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے اور وہ یہ کہ کلمات شرط کئی ہیں۔ کسی میں وقوع ضروری ہے کسی میں وقوع ضروری نہیں۔ مثلاً اذا میں وقوع ضروری ہے ان میں ضروری نہیں اہل عربیت کے نزدیک ان مشکوک کےلیے ہے اور چونکہ ان شرط میں اصل ہے اور مشہور ہے۔ اس لیے یہ بات مشہور ہوگئی کہ شرط جزاء کا وقوع ضروری نہیں۔ حالانکہ ضروری بھی ہے اور نہیں بھی۔ لومیں عدم وقوع ضروری ہے۔ نورالانوار میں ہے۔

«وہو بمعنیٰ ان انتفاء الجزاء فی الخارج فی الزمان الماضی بانتقاء الشرط کما ہو عند اہل العربیۃ او ان انتقاء الشرط فی الماضی لاجل انتفاء الجزاء کما ہو عند ارباب المعقول» (نورالانوار مبحث حروف شرط ص 140)

ترجمہ :۔ لواہل عربیت کے نزدیک انتفاء جزا کےلیے ہے بوجہ انتفاء شرط کے اور ارباب معقول کے نزدیک انتفاء شرط کےلیے ہے۔ بوجہ انتفاء جزاء کے۔ قرآن مجید میں دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔ آیت کریمہ :

لَوۡ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَا --سورۃ الانبیاء 22

ارباب معقول کے موافق ہے۔ اس طرح آیت کریمہ :

وَلَوۡ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلۡقَلۡبِ لَٱنفَضُّواْ مِنۡ حَوۡلِكَ --سورۃ ال عمران 159

اہل عربیت کے موافق آئی ہے۔ یعنی اگر تو سخت زبان سخت دل ہوتا ہے تو یہ لوگ تیرے اردگرد سے منتشر ہوجاتے۔

اس طرح آیت کریمہ :

وَلَوۡ أَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ أَنِ ٱقۡتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ أَوِ ٱخۡرُجُواْ مِن دِيَٰرِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٞ مِّنۡهُمۡ --سورۃ النساء 66

اہل عربیت کے موافق ہے یعنی اگر ہم ان پر لکھتے کہ اپنی جانوں کو قتل کرو اور اپنے گھروں سے نکل جاؤ۔ تو وہ یہ کام نہ کرتے مگر ان سے تھوڑے۔

نوٹ :۔ لواہل عربیت کے موافق عربی محاورات میں کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اس لیے اہل عربیت نے اس معنیٰ کو اختیار کیا ہے۔ اور ارباب معقول کا مقصد چونکہ انتفاء لازم ہے انتفاء ملزوم پر استدلال کرنا ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک دوسرا معنیٰ معتبر ہے۔

## تفصیل دوم :

آیت کریمہ کی ظاہر صورت تو قیاس استثنائی کی ہے۔ اگر قیاس اقترانی بنانا چاہیں تو شکل ثانی کی صورت میں بن سکتا ہے۔ ہم قیاس استثنائی اور قیاس اقترانی دونوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر پہلے تھوڑی سی تمہید سن لیں۔

## تمہید :

قیاس استثنائی میں اگر مقدمہ موضوعہ متصلہ ہوتو اس میں ملازمہ کلیہ شرط ہے اور قیاس اقترانی کی شکل ثانی میں اختلاف مقدمتین فی الکیف اور کلیہ کبری شرط ہے۔ پھر ملازمہ کی دو قسمیں ہیں۔ عقلی اور عرفی۔ عقلی جیسے طلوع شمس کو وجود النہار لازم ہے اور عرفی جیسے حاتم طائی کو سخاوت لازم ہے۔ علم الغیب اور استکثار من الخیر کے درمیان بھی عرفی لزوم ہے۔ کیونکہ عموماً دستور ہے کہ جب انسان کو خیر و شر کا علم ہوتا ہے تو وہ خیر کو حاصل کرتا اور شر سے بچتا ہے خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ذات سے خبر دے رہے ہیں۔ اگر مجھے علم غیب ہوتا تو میں ایسا کرتا۔ تو علم غیب کی صورت میں اس کا وقوع ضروری ہوگیا۔ ورنہ آپ کے کلام میں کذب لازم آئے گا۔ اور کلمہ لو کا استعمال بے محل ہوجائے گا۔ جس سے خدا اور رسول دونوں پاک ہیں۔ شائد کہا جائے کہ لو، ان، اذا مہملہ کا سور ہیں۔ اور مہملہ جزیہ کی قوۃ میں ہوتا ہے تو پھر ملازمہ کلیہ کس طرح ہوا؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لو مجاز ان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اصول فقہ میں مسائل طلاق وغیرہ میں لکھا ہے (ملاحظہ ہو نور الانوار مبحث حروف شرط ص 140)

اس وقت وہ مہملہ کا سور ہوگا۔ ورنہ وہ اپنے معنی میں مہملہ کا سور نہیں بن سکتا۔ قرآن مجید میں ہے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا -- سورة الانبياء 22

اس میں ملازمہ کلیہ ہے اگر ملازمہ کلیہ نہ ہو تو یہ توحید کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس طرح آیت زیر بحث کو سمجھنا چاہیے۔ خلاصہ یہ کہ لو کا اپنا معنیٰ انتفاء لازم سے انتفاء ملزوم جو ارباب معقول کے ہاں معتبر ہے ملازمہ کلیہ کو مستلزم ہے اس لیے اس حالت میں مہملہ کا سور نہیں ہوگا۔

قیاس استثنائی۔

«لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسنی السوء ولكنی لم استكثر من الخير و مسنی السوء فلم اكن اعلم الغيب»

قیاس اقترانی۔

«انا لست مستكثر الخير و مسنی السوء وكل عالم الغيب مستكثر الخير ولم يمسه السوء فانا لست عالم الغيب»

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

**فتاویٰ اہلحدیث**

**کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص217**